

کرامت و وسیلے کا تبہوت

K
ARAMAT
WA-
W
ASILAY
KA
S
ABOUT

تصنیف لطیف

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابوالصالح

نور اللہ مرقدہ

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی

www.fazahmedowaisi.com



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

کرامت وسیلہ کاثبوت

از

شمس المصنفین، فیض ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان، خلیفہ مفتی اعظم ہند

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہ

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تاکہ اُس غلطی کی تصحیح کر لی جائے۔ (شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

حضرت خواجہ محمد عبداللہ جان دامت برکاتہم العالیہ کی طرف سے ”تذکرہ نقشبندیہ خیرہ“ کتاب تشریف لائی اور ساتھ ہی ارشاد گرامی تھا کہ اس پر کچھ لکھ کر بھیجوں۔ نامعلوم فقیر کو اس کا حکم کیوں؟ جب کہ کتاب کے مؤلف محترم صاحب قلم علامہ قصوری اور اس پر تقاریظ و تحاریر ایسی شخصیات کی ہیں کہ جن کے سامنے فقیر کی کیا حیثیت۔ لیکن حکم کی تعمیل میں اثبات کرامات (ثبوت کی جج) کے متعلق کچھ لکھ دیا۔ کیونکہ اس کی صوری و معنوی (ظاہری و باطنی) کے حُسن و جمال و خوبصورتی کے ساتھ یہ مضمون بالا استقلال (ثابت قدمی) کتاب کی زینت نہیں بن سکا۔ ممکن ہے یہ فقیر کے حصہ میں تھا۔ جو عرض کر رہا ہے۔

گر قبول افتد زبے عز و شرف

تمہید: کرامات اولیاء کا انکار دراصل ولایت کا انکار ہے اور ولایت کا انکار گمراہی ہے اور دورِ حاضرہ مادیات (مادی چیزوں) کی زد میں ہے اسی لئے مادہ پرستوں کو ممکن ہے کرامات کے باب سے دلچسپی نہ ہو لیکن روحانیات کے دلدازگان (چاہنے والے) کے لئے تو ایمان کو لذت تب محسوس ہوتی ہے جب محبوبانِ خدا کے کمالات و کرامات کا بیان کانوں میں گونجتا ہے اور کرامات کے دلائل و مسائل قرآن و حدیث کا ایک واضح باب ہے۔ کتاب اور سنت اولیاء اللہ کے ہاتھ کرامات سے اور خلافِ عادت افعال کے درست ہونے پر ناطق ہیں۔ (مطلب قرآن کریم اور سنت میں اولیاء اللہ کی کرامات اور خلافِ عادت افعال کا ثبوت موجود ہے) ان کا انکار حقیقت میں نصوص کا انکار ہے۔

آیاتِ قرآن

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (۱) **كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ لَيْمَزِيْمُ اَنْىٰ لَكَ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ**

(پارہ 3، سورۃ آل عمران، آیت 37)

ترجمہ: جب زکریا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اس کے پاس نیا رزق پاتے کہا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے۔

فائدہ: بے موسم میوہ بی بی مریم رضی اللہ عنہا کو حاصل ہونا یہ انکی ایک کرامت ہے اور یہ ظاہر ہے بی بی مریم اللہ تعالیٰ کی ولیہ تھیں۔ (۲) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت بیان فرمائی ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو ضرورت ہوئی کہ بلقیس کا تخت ان کے یہاں پہنچنے سے پہلے موجود ہو۔ تو اس وقت اللہ نے اپنے ولی آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شرف اور انکی کرامت کا لوگوں پر اظہار فرمایا اور بتایا کہ اولیاء اللہ کی کرامت حق ہے قرآن میں ہے: **قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشَهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ**

(پارہ 19، سورۃ النمل، آیت 38)

ترجمہ: سلیمان نے فرمایا اے درباریو تم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں۔

قَالَ عَفْرَيْتُ مِنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ (پارہ 19، سورۃ النمل، آیت 39)

ترجمہ: ایک بڑا خبیث جن بولا میں وہ تخت حضور میں حاضر کردوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں۔

تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا میں تو اس سے زیادہ جلدی چاہتا ہوں۔

حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: **أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَزْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ (پارہ 19، سورۃ النمل، آیت 40)**

ترجمہ: میں اسے حضور میں حاضر کردوں گا ایک پل مارنے سے پہلے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام یہ سن کر ناراض نہ ہوئے نہ ہی آپ علیہ السلام نے اسکو محال سمجھا گو کہ یہ کسی صورت میں معجزہ نہ تھا کیونکہ آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیغمبر نہ تھے۔ اس لئے یہ لازمی کرامت ہے۔

(۳) اصحابِ کہف کا قصہ، اُن کے کتے کا ان سے کلام کرنا اور پھر غار میں تین سو سال تک ان کا سوتے رہنا اور اسی غار میں ان کا کروٹیں بدلنا یہ تمام کرامات تو ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وَنُقَلِّبُھُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُھُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَیْہِ بِالْوَصِیْدِ (پارہ 15، سورۃ الکھف، آیت 18)**

ترجمہ: اور ہم ان کی داہنی بائیں کروٹیں بدلتے ہیں اور ان کا کُتّا اپنی کلائیاں پھیلانے ہوئے ہے غار کی چوکھٹ پر۔

فائدہ: مذکورہ افعال عادت کے خلاف ہیں مگر معجزہ نہیں ہیں بلکہ کرامات ہیں۔ یہی ہمارا مدعا ہے۔ قرآن مجید میں درجنوں کرامات کا ذکر ہے۔

اختصار کی وجہ سے ہم انہی تین آیات پر اکتفا کرتے ہیں اور احادیث پاک میں تو بیشمار کرامات کا بیان ہے۔ چند احادیث مبارکہ یہاں عرض کردوں۔

احادیث مبارکہ

(۱) ایک دن صحابہ کرام نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم کو کچھ گذشتہ امتوں کے عجیب واقعات بیان فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا زمانہ گذشتہ کی بات ہے کہ تین شخص کسی جگہ جا رہے تھے جب رات ہو گئی تو انہوں نے کسی غار میں رات بسر کرنے کا فیصلہ کیا اور غار کے اندر سو گئے۔ جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو اتفاقاً پہاڑ کا ایک بھاری پتھر گرا اور اس نے غار کا منہ بند کر دیا۔ اب وہ لوگ بہت پریشان ہوئے اور اپنے اعمال جو انہوں نے بے ریا کئے تھے بارگاہ الہی میں پیش کئے چنانچہ ان میں سے ایک شخص نے اپنے ماں باپ سے جو سلوک کیا تھا خدا کے دربار میں پیش کیا اور کہا کہ یا اللہ اگر میں اس امر (ہم) میں سچا ہوں تو مدد فرما اسی وقت پتھر میں شکاف (دراڑ) ہو گیا۔ تو پھر دوسرے شخص نے جو اپنے چچا کی لڑکی پر فریفتہ (ماشق) ہو گیا تھا۔ موقع پا کر خلوت (تہائی) میں اس کے پاس گیا خدا سے بیحد خوفزدہ ہوا۔ یہ واسطہ خدا کی درگاہ میں پیش کیا تو وہ پتھر ہلا اُس میں زیادہ سوراخ ہو گیا۔ تیسرے نے اپنے مزدور کا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ یا اللہ اگر یہ کام میں نے تیری رضا کے لئے کیا ہے تو ہماری مدد فرما۔ وہ پتھر غار کے منہ سے ہٹ گیا اور تینوں شخص غار سے باہر آ گئے۔^(۱)

(بخاری شریف)

(۱) (صحیح البخاری، کتاب أحادیث الأنبياء، باب حدیث الغار، 4/172، الحدیث: 3465، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422ھ)

فائدہ: یہ فعل بھی خلاف عادت تھے۔ اسی کو ہم کرامات کہتے ہیں۔

(۲) حضور ﷺ نے علا بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک جنگ پر بھیجا وہ دریا پر پہنچے دریا کا پانی سامنے آیا۔ دریا کو عبور کرنے کے لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی پر قدم رکھا تو پانی مانند شیشہ کے ہو گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام ہمراہی بغیر پاؤں تر ہوئے دریا پار ہو گئے۔⁽²⁾

(۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ سفر میں جارہے تھے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ راستہ میں ایک گروہ کھڑا ہے اور ان کا راستہ شیر نے روک رکھا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیر کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے کتے اگر تو خدا کی طرف سے کھڑا ہے تو بلا شک کھڑا رہ۔ ورنہ ہمیں راستہ دیدے۔ چنانچہ شیر وہاں سے اٹھا اور اس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم چومے اور چلا گیا۔⁽³⁾

(۴) حضرت ابو درداء اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیٹھے تھے اور کھانا کھا رہے تھے۔ مگر پیالہ جو رکھا تھا وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھ رہا تھا۔⁽⁴⁾

(۵) بخاری، باب قصہ جریج میں ایک واقعہ مذکور ہے جس کا خلاصہ یہ ہے بنی اسرائیل میں جریج نامی ایک زاہد بہت ہی عبادت گزار تھا۔ ایک زانی اور بد کردار عورت نے اس پر یہ تہمت لگائی کہ میں اس سے حاملہ ہوں۔ لوگوں نے یہ سنا تو جریج کا صومعہ (عبادت گاہ) ویران کر ڈالا اور اسے بہت اذیت دی۔ جب اس فاحشہ عورت کا بچہ پیدا ہوا تو لوگ جریج کو بچے اور عورت سمیت بادشاہ وقت کے پاس لے گئے۔ جریج نے نوزائیدہ بچے کو مخاطب کر کے کہا، ”اے لڑکے تیرا باپ کون ہے؟“ اس نے جواب دیا۔ ”اے جریج میری ماں تجھ پر بہتان لگاتی ہے میرا باپ تو ایک چرواہا ہے۔“⁽⁵⁾ یہ واقعہ جریج کی کرامت پر دلالت کرتا ہے۔

(۶) مروی ہے کہ حضرت اسید بن حضیر اور حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہم ایک اندھیری رات میں آنحضرت ﷺ کے پاس سے واپس آرہے تھے ان میں سے ایک کے عصا کا سر چراغ کی مانند روشنی کرتا ہوا آ رہا تھا۔⁽⁶⁾ (مشکوٰۃ شریف)

(۷) حضرت برا بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص (نوافل میں) سورہ کہف پڑھ رہا تھا اور اس کے پاس اس کا گھوڑا دور سیوں سے بندھا ہوا تھا اور اس گھوڑے پر ایک ابر چھا گیا اور گھوڑے سے قریب ہوا اور گھوڑے نے اس کو دیکھ کر اچھلنا کودنا شروع کیا۔ جب صبح ہوئی تو وہ شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے یہ چیز بیان کی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، یہ سکیکت (تراوسکن) تھی۔ جو قرآن (پڑھنے) کی وجہ سے نازل ہوئی تھی۔⁽⁷⁾ (مسلم شریف)

فائدہ: انکے علاوہ بے شمار روایات احادیث صحیح کتب احادیث میں موجود ہیں۔ حق کے متلاشی (تلاش کرنے والے) کے لئے اتنا کافی ہے۔

(۲) (البدایۃ والنہایۃ، کتاب تاریخ الاسلام... الخ، ذکر ردة اهل البحرین... الخ، 947/9، ہجر)

(دلائل النبوة لابن نعیم، باب ما جاء في المهاجرة الخ وما جاء في الكرامات التي ظهرت علي العلاء بن الحضرمي وأصحابه، 53/6، 54، دار الكتب العلمية، بیروت)

(۳) (سیر أعلام النبلاء، ومن بقايا صغار الصحابة، عبد الله بن عمر، 313/4، الحديث: 1206، دار الحديث القاهرة، الطبعة: 1427ھ 2006م)

(۴) (حلیۃ الاولیاء، ابوالدرداء رضی اللہ عنہ، 278/1، الحديث: 753، 754، دار الكتب العلمية بیروت)

(۵) (صحیح البخاری، أبواب العمل في الصلاة، باب إذا دعيت الأمر ولدها في الصلاة، 63/2، الحديث: 1206، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422ھ)

(۶) (مشكاة المصابيح، کتاب الفضائل والشمائل، باب الكرامات، الفصل الأول، ص 1674، الحديث: (5944)-1، المكتبة الإسلامية)

(۷) (صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب نزول السكينة لقراءة القرآن، الفصل الأول، 548/1، الحديث: 795-1325) دار إحياء الكتب العربية

بحث الوسيلة: ایسے صاحبانِ کرامات حضرات کو ہم مسلمان بارگاہِ ایزدی (خدا تعالیٰ کی بارگاہ) میں وسیلہ بناتے ہیں۔ اسے مادہ پرست نہ مانتے تو حرج نہ تھا لیکن افسوس ہے ان دین کے مدعیوں کا جو نہ صرف اسلام کا دم بھرتے ہیں بلکہ دین کو اپنا اوڑھنا بچھونا گردانتے ہیں لیکن مسئلہ وسیلہ میں اتنا تشدد کہ اسے شرک کے کھاتہ میں ڈال دیتے ہیں۔ فقیر اس مسئلہ پر بھی مختصر عرض کر دے۔

آیاتِ قرآن

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ** (پارہ 6، سورة المعادہ، آیت 35)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اسکی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

فائدہ: آیت ہذا میں وسیلہ سے مراد محبوبانِ خدا ہیں۔ جن لوگوں نے اسکا انکار کر کے صرف اعمالِ صالحہ مراد لئے ہیں ان کے رد میں شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی قدس سرہ کا قول کافی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت سے استیصال (دلیل دے کر ثابت) کیا اور فرمایا کہ یہ ممکن نہیں کہ وسیلہ سے ایمان مراد لیا جائے اس لئے کہ خطاب اہل ایمان سے ہے۔ چنانچہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا** اس پر دلالت کرتا ہے اور عملِ صالح بھی مراد نہیں ہو سکتا کہ وہ تقویٰ میں داخل ہے اس واسطے کہ تقویٰ عبارت ہے امتثالِ اوامر (احکام الہی کی تعمیل کرنے) اور اجتنابِ نواہی (ناجائز امور سے پرہیز) سے اس واسطے کہ قاعدہ عطف (8) کا مُعَاوَرَتِ بَيْنِ الْمُعْطُوفِ وَالْمُعْطُوفِ عَلَيْهِ (9) کا مُقْتَضٰی (تقاضا) ہے اور اسی طرح جہاد بھی مراد نہیں ہو سکتا کہ وہ تقویٰ میں داخل ہے۔ (10)

(حاشیہ ”القول الجلیل“ از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)

(۲) **وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَكَأَنَّمَا جَاءَهُمْ مَّاعَرِفُوا كَفَرُوا بِهِ زَلَعْنَهُ اللَّهُ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝**

(پارہ 1، سورة البقرہ، آیت 89)

ترجمہ: اور اس سے پہلے اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اُس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔

یعنی حضور ﷺ کے رونق افروز ہونے سے پہلے یہودی حضور ﷺ کے نام مبارک لیا کرتے تھے اور حضور ﷺ کے نام مبارک کی برکت سے اللہ تعالیٰ انہیں ان کی مہمات میں کامیاب اور اعداء پر مظفر و منصور فرماتا تھا۔

چنانچہ **خازن** میں ہے: **(وَكَانُوا) يَعْنِي الْيَهُودَ (مِنْ قَبْلُ) قَبْلَ مَبْعَثِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يَسْتَفْتِحُونَ) يَسْتَنْصِرُونَ (عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا) عَلَى مُشْرِكِي الْعَرَبِ، وَذَلِكَ أَنَّهُمْ كَانُوا يَقُولُونَ إِذَا حَزَبَهُمْ أَمْرٌ وَدَهَمَهُمْ عَدُوٌّ: اللَّهُمَّ انصُرْنَا عَلَيْهِمْ بِالنَّبِيِّ الْمَبْعُوثِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ، الَّذِي نَجِدُ صِفَتَهُ فِي التَّوْرَةِ، فَكَانُوا يُنصِرُونَ، وَكَانُوا يَقُولُونَ۔** (11)

(8) (قواعد) ”و“ اور ”غیرہ کے ذریعے ایک کلمے یا جملے کو دوسرے کے ساتھ ملانا یا ایک حکم میں شامل کرنا۔

(9) (نحو) معطوف سے مراد وہ کلمہ ہے جو حرف عطف کے بعد واقع ہو۔ معطوف (إِلَيْهِ / عَلَيْهِ) (قواعد) سے مراد وہ کلمہ یا کلام جو حرف عطف سے پہلے واقع ہو اور جس پر عطف کیا جائے۔

(10) (شفاء الجلیل ترجمہ القول الجلیل، دوسری فصل، جواب سوال ہفتم، ص 33، ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل، پاکستان چوک، کراچی)

(11) یہ الفاظ تفسیر بغوی کے ہیں۔ دیگر کتب تفسیر میں بھی یہ عبارت موجود ہے۔

(مختصر تفسیر البغوی، البقرة 89، 2/334، دار السلام للنشر والتوزيع - الرياض، الطبعة: الأولى، 1416ھ)

(جامع البیان فی تأویل القرآن المعروف بتفسیر الطبری، البقرة 89، 1/41، رقم: 1522، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1420ھ 2000م)

یعنی یہود حضور پر نور سید عالم ﷺ کے بعثت (رسالت کے اعلان) مبارک سے پہلے برکت اور آپ ﷺ کے وسیلہ سے کفار یعنی مشرکین عرب پر فتح و نصرت مانگتے تھے۔ جب انہیں مشکل پیش آتی یا غنیم (دشمن) چڑھائی کرتا تو یہ دعا کرتے یا رب ہماری مدد فرما۔ اس نبی کا صدقہ جو آخر زمانہ میں مبعوث ہوں گے، جن کے صفات ہم تو رات میں پاتے ہیں۔ یہ دعا مانگتے تھے اور کامیاب ہوتے تھے۔ (وکذا فی المدارک وروح البیان وغیرہا من التفاسیر)

اور شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں:

دبوندند این یہود یا قبل از نزول این کتاب معترف و مقربوت این شخص و بزرگی اور بر جمیع انبیاء زیرا کہ در وقت جنگ و خوف شکست بر خود بستفتحون یعنی طلب فتح و نصرت می کردند۔ از جناب الہی دمید انستند کہ نام او این قدر برکت دار د کہ بسبب ذکر آن و توسل بآن فتح و نصرت حاصل میشود۔⁽¹²⁾ (تفسیر فتح العزیز، سورہ بقرہ)

یعنی یہودی قرآن پاک کے نازل ہونے سے پہلے حضور اقدس ﷺ کی نبوت اور تمام انبیاء پر آپ کی فضیلت کے معترف و مقرر (تحریف و اقرار کرنے والے) تھے۔ اس لئے جنگ اور اپنی شکست کے خوف کے وقت جناب الہی سے حضور ﷺ کے نام کے ساتھ فتح و نصرت طلب کرتے تھے اور جانتے تھے کہ آپ ﷺ کا نام پاک اس قدر برکت رکھتا ہے کہ اس کے ذکر و توسل سے فتح و نصرت حاصل ہوتی ہے۔

احادیث مبارکہ

(۱) دارمی نے اپنی مسند میں ابی الجوزا سے روایت کی کہ اہل مدینہ پر شدید قسم کا قحط (خشک سالی) پڑا۔ لوگ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں شکایت لے کر آئے۔ ام المومنین نے فرمایا کہ جاؤ اور سید عالم ﷺ کی قبر مبارک کی چھت کو اوپر کی طرف سے گول دائرہ کی شکل میں پھاڑ دو تاکہ آسمان اور قبر کے درمیان چھت نہ رہے۔ ان لوگوں نے اسی طرح کیا۔ بارش برسی اور اتنی برسی کہ خوب گھاس اگا، اونٹ اس طرح فریبہ ہو گئے گویا کہ چربی سے پھٹے جاتے تھے۔ اس لئے اس برس کا نام ہی عام الفتح پڑ گیا۔⁽¹³⁾

فائدہ: الفاضل المراغی نے کہا ہے کہ جب کبھی خشک سالی ہوتی ہے تو اہل مدینہ کا یہی طریقہ ہے۔ شیخ اسمہودی المدنی نے کہا ہے کہ آج کل حضور ﷺ کی قبر شریف کا دروازہ کھول دیتے ہیں تاکہ وجہ مبارک نظر آئے اور یہی طریقہ ہے تو یہاں تو سل بعد المات ثابت ہوا۔⁽¹⁴⁾ (وفاء الوفاء)

(۲) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، كَانَ إِذَا قَحْطُوا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ: «اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِينَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا» قَالَ: فَيَسْقُونَ⁽¹⁵⁾

فائدہ: اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ اصحاب کرام نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ پر وسیلہ پکڑا ہے اور خداوند کریم سے اس کے وسیلہ سے سوال کئے ہیں۔ (اقوال الاولیاء والعلماء)

(تفسیر خازن، البقرة 89، 93، 60/1، دار الکتب العلمیة، بیروت)

(روح البیان، البقرة 89، 79/1، دار الفکر بیروت)

(12) (تفسیر فتح العزیز، البقرة 89)

(13) (سنن الدارمی، المقدمة، باب ما أكرم الله تعالى نبيه صلى الله عليه وسلم بعد موته، 56/1، الحديث: 92، دار الكتاب العربي، سنة النشر: 1407 هـ/1987 م)

(14) (وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى، الباب الرابع، فيما يتعلق بأمر مسجدنا الأعظم النبوي، سنة أهل المدينة في أعوام الجدب، دار الکتب العلمیة، بیروت)

(15) (صحيح البخاری، کتاب الجمعة، الباب سوال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا، 27/2، الحديث: 1010، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422 هـ)

امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا: (۱) **إِنِّي لَأَتَّبِرُكَ بِأَيِّ حَنِيفَةٍ وَأَيِّ عُرْصَةٍ لِي حَاجَةٌ صَلَّيْتُ رَكَعَتَيْنِ وَسَأَلْتُ اللَّهَ تَعَالَى عِنْدَ قَبْرِهِ فَتَقْضَى سَرِيْعًا** (۱۶) (رد المحتار، مقدمة)

یعنی میں امام ابوحنیفہ کی قبر پر تبرک حاصل کرتا ہوں اور ان کی قبر کو آتا ہوں جب مجھے کوئی حاجت پیش آئے تو امام صاحب کی قبر پر آکر قریب والی مسجد میں دو رکعت نماز ادا کرتا ہوں اور ان کی قبر پر اللہ تعالیٰ سے ان کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں تو میری حاجت جلد پوری ہوتی ہے۔

(۲) **قال الإمام الشافعي رحمه الله عليه: قبر موسى الكاظم تریاق مجرب لإجابة الدعاء** - (۱۷) (حاشیہ مشکوٰۃ فی باب زیارة القبور)

یعنی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ موسیٰ کاظم کی قبر پر دعا کرنا اجابت (دعا کی قبولیت) ہے ایسا ہے جیسا کہ سانپ سے زخم کھانے والوں کیلئے تریاق مجرب ہے۔

(۳) **وقال حجة الإسلام محمد الغزالي: كل من يستمد به في حياته يُستمد به بعد وفاته** (۱۸)

یعنی جو کوئی کسی سے حیات میں امداد حاصل کر سکتا ہے تو اس سے بعد وفات بھی مدد حاصل کر سکتا ہے۔ تو ان تمام دلائل سے بعد الوفات تو سہل ثابت کیا اور صاف طور واضح ہو گیا۔ اگر ان دلائل کے باوجود شرک کہیں تو یہ بلاشبہ ظلم ہوگا۔

احادیث ابدال: قطع نظر دیگر دلائل کے ہمارے دعویٰ پر احادیث ابدال کافی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے:

الْأَبْدَالُ يَكُونُونَ بِالشَّامِ، وَهُمْ أَزْبَعُونَ رَجُلًا، كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللَّهُ مَكَانَهُ رَجُلًا، يُسْقَى بِهِمُ الْغَيْثُ، وَيُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَى

الْأَعْدَاءِ، وَيُصْرَفُ عَنْ أَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ (۱۹)

یعنی ابدال شام میں رہتے ہیں یہ چالیس مرد ہیں جب ان میں سے کسی کا وصال ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ دوسرے کو اس کا بدل اور قائم مقام فرمادیتا ہے۔ ان ابدال کی برکت سے ابر کو سیرابی دی جاتی ہے یعنی ابر ان کی برکت سے بارش کرتا ہے اور دشمنوں پر انہیں کی مدد سے غلبہ حاصل ہوتا ہے اور انہیں کی برکت سے اہل شام سے عذاب دفع کیا جاتا ہے۔

فائدہ: یہ برکت کچھ اہل شام کے ساتھ خاص نہیں۔ حدیث شریف میں اہل شام کا ذکر قرب وجوار کی وجہ سے ہے کہ شام ان حضرات کا مقام ہے ورنہ انکی نصرت سے تمام عالم فائدہ اٹھاتا ہے بالخصوص جو ان سے استعانت (مدد) اور طلب مدد کرے۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس حدیث کی شرح میں **اشعة اللمعات** میں فرماتے ہیں:

وتخصيص باهل شام بهجت قرب وجوار و مزيد ارتباط ايشان خواهد بود والا برکت ونصرت ايشان عالم را شامل است خصوصاً کسی کہ استنصار واستعانت کند از ايشان۔ (۲۰)

(۱۶) (رد المحتار علی الدر المختار، مقدمة، 55/1، دار الفکر بیروت، الطبعة: الثانية، 1412ھ 1992م)

(۱۷) (لمعات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح للخطيب التبريزي، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، 215/4، دار الكتب العلمية، بيروت)

(۱۸) (حوالہ مذکورہ)

(۱۹) (مسند الإمام أحمد بن حنبل، كتاب مسند العشرة المبشرين بالجنة، الباب ومن مسند علي بن أبي طالب رضي الله عنه، الجزء 2، الصفحة 360، الحديث: 896،

مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421ھ 2001م)

(۲۰) (اشعة اللمعات في شرح مشكاة، كتاب المناقب، باب ذكر يمين والشام وذكر اويس القرني، 420/4، كتابخانه مجازی احناف افغانستان)

وسیلہ آدم: ہمارے نبی پاک ﷺ تو خود نسل انسانی کے اصل کے بھی وسیلہ ہیں۔ حدیث شریف میں ہے حاکم نے اپنی مستدرک میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس وقت آدم علیہ السلام سے (بظاہر) خطا سرزد ہوئی تو حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی:

يَا رَبِّ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَّا غَفَرْتَ لِي الْخ فَقَالَ اللَّهُ: صَدَقْتَ يَا آدَمُ، إِنَّهُ لِأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَيَّ اذْغُنِي بِحَقِّهِ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ (21)

یعنی اے اللہ میں حضور اکرم ﷺ کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ”اے آدم میری تمام مخلوق میں جس کا وسیلہ تو نے دیا ہے مجھے بہت ہی زیادہ محبوب ہے۔ اگر محبوب ﷺ نہ ہوتے تو تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔“ یہ حدیث رجال البخاری کی طرف واضح ہے۔ اسی لئے اس کا انکار حقیقت اسلام کا انکار ہے۔

ناہینا صحابی: امام بیہقی روایت کرتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔

قَالَ: "فَإِنْ شِئْتَ أَخَذْتُ ذَلِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ، وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ اللَّهَ". قَالَ: فَادْعُهُ. قَالَ: فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ الْوُضُوءَ، وَيُصَلِّيَ رُكْعَتَيْنِ وَيَدْعُو بِهَذَا الدُّعَاءِ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي بِذِهِ، فَتَقْضِيهَا لِي، اللَّهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ، وَشَفِّعْنِي فِي نَفْسِي" (22)

یعنی عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ میرے لئے خداوند تعالیٰ کے حضور میں دعا فرمائیں کہ مجھ کو شفاء بخشے یعنی (بنا ہو جاؤں) حضور نے فرمایا کہ اگر تم بینائی کے لئے دعا کرنا چاہتے ہو۔ تو میں دعا کروں گا۔ اگر تم صبر کر لو تو وہ تمہارے لئے اچھا ہوگا۔ اس صحابی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ دعا فرمائیے۔ پھر حضور ﷺ نے اس کو ارشاد فرمایا کہ اچھی طرح وضوء کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھو۔ اور بعد از فراغت یہ دعا پڑھو: ”اے اللہ! میں تیرے دربار میں اپنا سوال اس طرح پیش کرتا ہوں کہ تیرے حبیب پاک جو کہ رحمۃ العالمین ﷺ ہیں وسیلہ پیش کرتا ہوں۔ اور اے اللہ کے پیارے رسول ﷺ میں نے اپنی اس حاجت کے بارے میں آپکو اپنے رب کے ہاں وسیلہ بنایا ہے پس آپ پورا کر دیں۔ اے میرے اللہ میری اس حاجت کے بارے میں ان کی ذات پاک کو شفع بنادے۔ اور ایک روایت میں اس طرح وار د ہوا ہے کہ اگر تم کو کوئی حاجت پیش آجائے تو انہیں الفاظ سے دعا مانگو۔ حضرت عثمان بن حنیف فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس آدمی کو ہم سے رخصت ہوئے کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ وہی شخص ہمارے پاس اس حالت میں واپس آیا کہ اس پر گویا بینائی کا عارضہ کبھی نہ تھا۔

توسل کا منکر کون؟ توسل استغاثہ، تشفع (شفاعت) سے کسی نے انکار نہیں کیا۔ سلف اور خلف سوائے ابن تیمیہ کے چنانچہ فیض القدير میں ہے:

(21) (المستدرک علی الصحیحین، نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، کتاب تواریخ المتقدمین من الأنبياء والمرسلین، 722/2، الحدیث: 4287، دار الحرمین)
دلائل النبوة کے الفاظ تھوڑے مختلف ہیں۔

(دلائل النبوة للبيهقي، ج 1، أبواب غزوة تبوك، باب ما جاء في تحدث رسول الله صلى الله عليه وسلم، 489/5، دار الكتب العلمية، بيروت)

(22) (دلائل النبوة للبيهقي، ج 1، دعوات نبينا صلي الله عليه وسلم المستجابة في الأطعمة والأشربة الخ، باب ما في تعليبه الضير ما كان فيه الخ، 168/6، دار الكتب العلمية، بيروت)

قال السبكي: ويحسن التوسل والاستعانة والتشفع بالنبي إلى ربه، ولم ينكر ذلك أحد من السلف حتى جاء ابن تيمية فأنكر ذلك وعدل عن الصراط المستقيم وابتدع ما لم يفعله عالم قبله وصار بين أهل الإسلام مثلة⁽²³⁾.

تجربہ شرط ہے: فقہ کی معتبر متداول کتاب رد المحتار میں علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ نے افادہ فرمایا:

قرر الزیادی أن الإنسان إذا ضاع له شيء وأراد أن يردّه الله سبحانه عليه، فليقف على مكان عال مستقبل القبلة و يقرأ الفاتحة ويهدي ثوابها للنبي عليه السلام، ثم يهدي ثواب ذلك لسيدى أحمد بن علوان ويقول: يا سيدى أحمد يا ابن علوان إن لم ترد علي ضالتي وإلا نزعتك من ديوان الأولياء، فإن الله تعالى يرد علي من قال ذلك ضالته ببركته أجهوري مع زيادة⁽²⁴⁾ كذا في حاشية شرح المنهج للروادى رحمة الله الامنه

یعنی زیادتی نے بیان کیا کہ جب آدمی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور وہ چاہے کہ خدا اس کو واپس دلا دے تو ایک بلند جگہ پر قبلہ رو کھڑا ہو کر فاتحہ پڑھے اور اس کا ثواب حضور نبی کریم ﷺ کو ہدیہ کر کے سید احمد ابن علوان رضی اللہ عنہ کو پہنچائے۔ اور کہے کہ اے سید احمد اے ابن علوان اگر میری گئی ہوئی چیز تم نے واپس دلا دی تو خیر ورنہ میں تمہارا نام دفتر اولیاء سے کٹوا دوں گا۔ اس عمل سے ان ولی کی برکت سے اللہ عزوجل وہ گئی ہوئی چیز واپس دلا دے گا۔

وسیلہ متعلقات: اُم المؤمنین نے نبی علیہ السلام کے بال مبارک سے بھی توسل پکڑا ہے۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ، قَالَ: أُرْسِلَنِي أَهْلِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ وَقَبْضِ إِسْرَائِيلَ ثَلَاثَ أَصَابِعٍ مِنْ قَصَّةٍ فِيهِ شَعْرٌ مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ إِذَا أَصَابَ الْإِنْسَانَ عَيْنٌ أَوْ شَيْءٌ بَعَثَ إِلَيْهَا مَخْضَبَهُ، فَاطْلَعْتُ فِي الْجُلُجْلِ، فَرَأَيْتُ شَعْرَاتٍ حُمْرًا⁽²⁵⁾

یعنی ایک صحابی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے میرے گھروالوں نے اُم المؤمنین اُم سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں پانی کا پیالہ دے کر بھیجا کیونکہ ہمارے ہاں کوئی بیمار ہوتا تو بی صاحبہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک شیشی سے نکال کر پانی کو مُتَبَرِّک کر دیتیں اور اسے ہمارے بیماروں کو پلایا جاتا تو وہ تندرست ہو جاتے تھے۔ میں نے جھانک کر دیکھا تو وہ بال مبارک سرخ تھے۔ (بہندی کی وجہ سے)

فائدہ: اس حدیث شریف میں توسل بالمتعلقات (توسل کے متعلق) کے علاوہ تبرکات کا ثبوت بھی ہے۔

صحابہ کرام سے لے کر حال، جملہ اہل اسلام نہ وسیلہ سے کسی کو انکار ہے نہ تبرکات سے۔ لیکن افسوس کہ ابن تیمیہ کی تقلید کے غلبے نے بعض مدعیان اسلام کو اس مقدس عمل سے محروم کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو اپنے اَسْلَاف (باپ دادا) کے عقائد و معمولات پر پابند رہنے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

هَذَا آخِرُ مَا رَقَبَهُ الْقَلَمُ

⁽²³⁾ (فيض القدير، 134/2، الحديث: 1508، المكتبة التجارية الكبرى - مصر)

⁽²⁴⁾ (حاشية ابن عابدین (رد المحتار على الدر المختار)، کتاب الاطلاق، 447/6، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة: 1423ھ، 2003م)

⁽²⁵⁾ (صحيح البخارى، كتاب اللباس، الباب ما يذكر في الشيب، 160/7، الحديث: 5869، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422ھ)

مدینے کا بھکاری

الفقیہ القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔ پاکستان

26 جمادی الاول 1409ھ بمطابق 5 جنوری 1989ء

جمعرات ساڑھے دس بجے صبح

☆.....☆.....☆